سوال

م کس بنا پر 113 ؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

روایت پر صحیح، حسن یا ضعیف کا حکم لگانا، مبنی بر اجتہاد ہے؟

ی صاحب نے ''اختلاف امت اور صراط مستقیم'' میں امام ابن تیمیہؒ کے حوالہ سے اس بات کو توثیق کی ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ ائمہ و محدثین کے مابین اختلاف دراصل اسی اجتہاد کی وجہ سے ہے۔ یعنی کوئی امام یا محدث کسی روایت کو صحیح کہتا ہے تو دوسرا اس کو ضعیف کہتا ہے۔ ایک حسن کہتا ہے تو تیسرا صحیح

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

م السلام ورحمة الله وبركاته!

والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

یح یا ضعیف روایات دو قسم کی ہیں :

ں : ان کے صحیح یا ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔

تے ہیں :

، اہل الحدیث علی شی یکون حجۃ''

اور اہل حدیث (محدثین) کا کسی چیز پر اتفاق کرنا حجت ہوتا ہے۔ (کتاب المراسیل ص ۱۹۲ ح ۷۰۳، ترجمۃ محمد بن مسلم الزہری)

تے ہیں :

جتمع اہل الفقہ علی القول بحکم لم یکن الا حقا واذا اجتمع اہل الحدیث علی تصحیح حدیث لم یکن الا صدقا''

پس فقہاء کسی قول پر اجماع کرلیں تو یہ حق ہی ہوتا ہے اور اگر محدثین کسی حدیث کی تصحیح پر اجماع کرلیں تو یہ حدیث (یقیناً) سچی ہی ہوتی ہے۔ (مجموع فتاویٰ ج ۱۰ ص ۹)

معلوم ہوا کہ اجماعی حدیث کو ماننا اجتہادی مسئلہ نہیں ہے بلکہ اجماع کی پیروی ہے۔

م : وہ حدیث جس کے صحیح یا ضعیف ہونے پر اختلاف ہے۔ اس میں جمہور کی تحقیق کو ترجیح دینا اجتہادی مسئلہ ہے۔

ر رہے کہ جس اصول کو بھی اختیار کیا جائے پھر اس پر عمل ضروری ہے ورنہ قول و فعل میں تضاد کا دوسرا نام منافقت ہے۔

یہ :

(۱) : عبدالوهاب بن علی السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) لکھتے ہیں :

دالجارح اذا کان اکثر قدم الجرح اجماعا''

بے شک اگر جارحین کی تعداد زیادہ ہو تو بالاجماع جرح مقدم ہوتی ہے۔ (قاعدۃ فی الجرح والتعدیل ص ۵۰)

اس سے معلوم ہوا کہ جس راوی کو جمہور محدثین مجروح سمجھیں تو ماتخرین کے نزدیک یہ راوی مجروح ہی ہوتا ہے۔

حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے پر اختلاف اجتہادی ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حنفی حضرات اپنے مطلب کی حدیث کو صحیح اور دوسروں کی حدیث کو ضعیف کہہ کر کام چلالیں۔ اس میں بھی راجح یہی ہے کہ ائمہ محدثین کی اکثریت جس طرف ہے اسے ہی ترجیح دی جائے گی۔

یہ :

ارتی ص ۴۱۲

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

ج2ص293

محدث فتویٰ